OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
Page 273-279

قانونِ ایلاء سے متعلق چاروں فقہی مکاتبِ فکر کی آراء کا علمی و تقابلی جائزہ

A Comparative and Scholarly Analysis of Four Schools of Islamic Jurisprudence about the Islamic Law of Ela

Muhammad Sadiq
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University Peshawar.
Emai: qarimsadiq@gmail.com

Atta ur Rahman
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University Peshawar.
Email: attaurrahman75.mardan@gmail.com

Rafi Ullah
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar
Email: profrafi313@gmail.com

Received on: 28-01-2022 Accepted on: 03-03-2022

Abstract

According to the Islamic law, the law of Ela is actually a ban on that ugly ritual of the era of Jahiliyyah, where a man willingly used to take an oath to stay away from his wife for a year, two years or forever. It was as if the woman would no longer be a wife, nor could she live in the society as a way that she would spend the rest of her life in a state of depression. While Islam has protected women's rights on other occasions and abolished the ugly practices of Jahiliyyah, the same law has provided a constitution to the Ummah in the form of Ela, according to which both men and women can enjoy marital rights. Thus, the man has been made bound to maintain the woman's marriage by returning within a specified period after the swearing-in or wait for the period to pass. Therefore, in the case of non - rectum after period of Ela, in view of the matters which the Shariah binds the spouses, Islamic Shariah law is the protector of the mutual rights of the spouses in the light of opinions of the four schools of thoughts.

Keywords: Ela, Family law, Islami Sharia, Era of Ignorance, Human right.

زمانہ جاہلیت میں یہ قبیح رسم رائج تھی کہ جب چاہتے خاتون کو بیوی بنائے رکھتے اور جب چاہتے تبدیل کر دیتے۔ معاشرے میں خواتین کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ انھیں نہ تو معاشرتی حقوق حاصل تھے اور نہ ہی عائلی امور میں ان کے ساتھ انصاف برتا جاتا تھا۔ طلاق، ظھار وغیرہ کی صورت میں خواتین کو ستانے کے ساتھ ساتھ ایک طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ ازخود بیوی سے سال دو سال یا ہمیشہ قربت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے اور پھر اس قسم پر قائم رہتے تھے۔ یوں خاتون کی زندگی اجیرن ہو جاتی۔ پھر وہ نہ تو کسی کی زوجہ کہلاتی اور نہ ہی آزاد خاتون کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکتی تھی۔ مزید یہ کہ اس عمل پر مرد فخر کرتے اور اسے اپنے لیے قابلِ ندامت یا باعثِ حرج نہ گردانتے تھے۔ اسلام نے دورِ جاہلیت

کی ان فرسودہ روایات کو ختم کیا اور خواتین کی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے کچھ مخصوص قوانین مقرر کئے تاکہ انشترِ بے مہار لوگوں کو نکیل ڈالی جائے اور عائلی قوانین کو محض تفریح سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ کھیل کھلواڑ کی روک تھام ہو۔ یوں اسلام نے قانونِ ایلاء کی صورت میں ایک دستور فراہم کر دیا جس کی رو سے مرد کو ایک مخصوص مدت تک زوجہ سے قربت نہ کرنے کا پابند بنایا اور رجوع نہ کرنے کی صورت میں خاتون کو آزادی کا حق ودیعت کیا تاکہ آمدہ زندگی کے لئے خاتون اپنی مرضی سے اپنے لئے نئی راہ کا تعین کر سکے۔ اس ضمن میں ائمہ اربعہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قانونِ ایلاء کے جو اصول وضوابط مقرر کئے ہیں ان کا علمی و تقابلی جائزہ حسبِ ذیل ہے۔

تعریف ایلاء:۔

ایلاء کے لغوی معنی قسم کھانا ہیں۔ خواہ یہ قسم زوجہ سے مقاربت نہ کرنے یا کسی اور عمل سے متعلق کیوں نہ ہو[1]۔ لغوی اعتبار سے لفظِ ایلاء "الٰی" "یولی" سے مصدر ہے۔ جس طرح "اعطیٰ" "یعطی" کا مصدر "اعطاء" ہے۔

ائمہ اربعہ کی رو سے ایلاء کی تعریف:۔

حنفی فقہاء کے مطابق ایلاء سے مراد اللہ کے نام کے ساتھ بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم اٹھانا ہے یا جماع کو کسی مشقت والی شے کے ساتھ معلق کرنا ہے مثلاً ایلاء کنندہ کا یوں کہنا کہ اگر میں مباشرت کروں تو مجھ پر حج ہو جائے۔ اس تعریف کی رو سے سہل امور خارج ہو جاتے ہیں۔ پس اگر کسی نے یوں کہا کہ مجھ پر دو رکعت لازم ہوں اگر میں تجھ سے مباشرت کروں۔ اس سے ایلاء نہ ہوگا[2]۔

حنبلی فقہاء کے مطابق اللہ یا اس کے اسمائے صفاتیہ کے ساتھ بیوی کے ساتھ عدمِ مباشرت پر حلف اٹھانا ایلاء کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ شوہر مباشرت پر قادر ہو اسی طرح طلاق یا نذر کی نیت سے نہ ہو اور مباشرت سے مراد فطری مباشرت ہے[3]۔

مالکی فقہاء کے مطابق جماع پر قادر، مسلمان، مکلف شوہر آزاد یا لونڈی بیوی سے چار ماہ سے زائد جبکہ غلام کے لئے دو ماہ تک عدمِ مباشرت کی قسم اٹھانا ایلاء کہلاتا ہے۔ اس حیثیت سے کہ یہ حلف اللہ کے اسمِ ذاتی یا اسمائے صفاتیہ کے ساتھ اٹھائی جائے[4]۔

شافعی فقہاء کہتے ہیں کہ زوجہ کے ساتھ ترکِ جماع پر مطلق یا چار ماہ سے زائد مدت کے لئے حلف اٹھانا ایلاء کہلاتا ہے[5]۔

دلیلِ ایلاء:۔

سورۃ البقرہ کی آیت لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ سے حکمِ ایلاء ثابت ہے[6]۔ اس آیت کی رو سے مدتِ ایلاء چار ماہ مقرر ہے۔

ارکانِ ایلاء:۔

حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ ایلاء کا ایک ہی رکن ہے جو صیغہ ہے۔ کیونکہ رکن ہی ماہیت کا حصہ ہوتا ہے[7]۔ دیگر ائمہ ثلاثہ ایلاء کے چھ ارکان شمار کرتے ہیں۔ جن میں صیغۂ قسم، میعاد، محلوف بہ، محلوف علیہ اور میاں بیوی شامل ہیں[8]۔

تکمیلِ مدت پر وقوعِ طلاق:۔

ایلاء کی مدت گزر جانے پر خاتون کو طلاق دی جائے گی یا خاتون پر از خود طلاق واقع ہو جائے گی۔

حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ مدت کے دوران چونکہ رجوع لازم ہوتا ہے۔اس لئے مدت گزرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ان کی دلیل آیتِ کریمہ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[9]۔جس کے مطابق دورانِ مدتِ ایلاء رجوع لازمی ہے۔اسی طرح آیتِ کریمہ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ[10] کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں "عزموا" کے معنی طلاق پر اڑے رہنا اور رجوع نہ کرنا ہیں۔ دیگر ائمہ ثلاثہ آیتِ کریمہ "فان فاءوا" کے مفہوم کے مطابق رجوع کی شرط کو مدتِ ایلاء کے خاتمہ کے بعد منطبق کرتے ہیں اور "عزموا الطلاق" کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ مدت کی تکمیل کے بعد شوہر زبان سے بھی طلاق دے دے[11]۔

شرائطِ ایلاء:۔

حنفی فقہاء کے مطابق شرائطِ ایلاء میں شامل ہے کہ ایلاء کنندہ نے حلفِ ایلاء میں بیوی کے علاوہ کسی اجنبیہ خاتون کو شامل نہ کیا ہو و گرنہ ایلاء درست نہ ہو گا۔اسی طرح ایلاء کنندہ عاقل بالغ ہو۔پس بچہ اور مجنون خارج ہو جائے گا۔غلام کا ایلاء صرف اس صورت میں درست متصور ہو گا جب وہ مالی تصرفات سے متعلق شے کو خود پر لازم نہ کر دے مثلاً اگر میں تیرے قریب جاوں تو مجھ پر غلام کی آزادی لازم ہے۔اسی طرح ذمی کا ایلاء اگر عبادات کے لزوم کے ساتھ نہ ہو تو درست ہے۔اگر ایلاء کنندہ نے یوں ایلاء کیا کہ میں سال بھر مباشرت نہ کروں گا مگر ایک دن تو جب تک مباشرت نہ کر لے ایلاء کنندہ نہ کہلائے گا کیونکہ وہ سال بھر میں ہر ہر دن جماع کر سکتا ہے۔اس صورت میں اگر مباشرت کے بعد مدتِ ایلاء برابر وقت باقی رہا تو تب ایلاء کنندہ کہلائے گا[12]۔اسی طرح ایلاء کسی خاص مقام کے ساتھ مقید نہ ہو اور ایلاء میں ایسی شرط بھی نہ ہو جو حقوق زوجیت کے ممنوعات میں سے ہو مثلاً اگر میں تیرے قریب گیا تو تجھے طلاق ہے[13]۔ایلاء کی شرائط میں شامل ہے کہ ایلاء کی مدت جس پر حلف اٹھایا جائے وہ چار ماہ سے کم نہ ہو۔ایلاء کی درستگی کے لئے شرط ہے کہ ایلاء کنندہ جماع پر قادر ہو یا بیوی ایسی معذور نہ ہو جس کے ساتھ مباشرت نہ کی جاسکے[14]۔

مالکی فقہاء کے مطابق ایلاء کی شرائط میں شامل ہے کہ ایلاء کنندہ مسلمان ہو چاہے غلام ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح مجنون، بچے اور جماع پر قدرت نہ رکھنے والا بھی خارج ہیں۔ایلاء کے نافذ ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ حلف میں ایسی کوئی شرط نہ پائی جائے جو ترکِ ایلاء کا مفہوم رکھتی ہو۔علاوہ ازیں بچے کی پرورش کے پیشِ نظر مصلحتاً دودھ پلانے والی خاتون کے ساتھ ایلاء نہ ہو گا اور اگر ایسی کوئی مصلحت پیشِ نظر نہ ہو تو ایلاء درست ہو گا۔اگر ایلاء کو کسی خاص مقام کے ساتھ مقید کیا گیا ہو تو یہ شرط پیشِ نظر رہے کہ مشروط مقام سے تجاوز کرنا اگر باعثِ کلفت ہو تو ایلاء عائد ہو گا اور اگر ایسا نہ ہو تو ایلاء نہ ہو گا مثلاً بخدا میں تجھ سے مباشرت نہ کروں گا یہاں تک کہ تو شہر سے باہر نہ چلی جائے یا یوں کہے کہ بخدا تجھ سے مباشرت نہ کروں گا جب تک تو اس گھر سے نہ نکلے۔اس صورت میں مقید مکان سے باہر نکلنا اگر باعثِ عار ہو تو ایلاء عائد ہو گا و گرنہ نہ ہو گا۔اسی طرح بعض مدت کو حلفِ ایلاء میں سے مستثنیٰ نہ کیا جائے گا مثلاً بخدا دن یا رات کو مباشرت نہ کرو گا۔اس صورت

میں چونکہ مکمل مباشرت سے ممانعت متحقق نہیں ہوتی اس لئے ایلاء بھی قائم نہ ہوگا۔البتہ اگر شوہر نے یوں کہا کہ بخدا اس سال تجھ سے مباشرت نہ کروں گا لیکن ایک بار تو اس صورت میں مباشرت کے بعد بقیہ بچ جانے والی مدت اگر آزاد یا غلام کی مدتِ ایلاء برابر ہو تو ایلاء عائد متصور ہوگا مالکی فقہاء کی یہ رائے حنفی فقہاء کے موافق ہے[15]۔

شافعی فقہاء حنفی اور مالکی فقہاء کے موافق بلوغت، عقل اور مباشرت سے عدمِ معذوری کو ایلاء کے تحقق کے لئے شرط گردانتے ہیں۔ پس ان کے موافق جنون زدہ کا ایلاء درست نہ ہوگا۔اگر ایلاء کنندہ نے ایلاء کو مالی تصرف کے ساتھ وابستہ کیا مثلاً بخدا اگر میں مباشرت کروں تو مجھ پر ایک غلام کی آزادی لازم ہے۔اس صورت میں ایلاء قائم ہو جائے گا۔اسی طرح فطری مباشرت کے ترک کرنے پر حلف اٹھایا جائے۔ نیز ایلاء کی درستگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مدتِ ایلاء چار ماہ سے زائد مقرر کی جائے[16]۔

حنبلی فقہاء کے مطابق ایسی خواتین جن کے ساتھ مباشرت ممکن نہ ہو یا شوہر نامرد ہو تو ایلاء نہ ہوگا البتہ ایسا مریض جس کی صحت یابی متوقع ہو۔اس کا ایلاء درست ہوگا۔اس طرح ایلاء کنندہ مسلمان ہو یا کافر، آزاد ہو یا غلام ان کا ایلاء درست ہے۔ البتہ بچے، مجنون اور بے شعور کا ایلاء قائم نہ ہوگا۔امام احمدؒ کے مطابق کوئی ایسا شخص ایلاء کر بیٹھے جس کا بعد میں عضوِ خاص کٹ جائے یا شل ہو جائے تو اس کا ایلاء بھی باطل ہو جائے گا۔اسی طرح مخمور اور غضبناک کا ایلاء بھی متحقق ہو جاتا ہے[17]۔

الفاظ ایلاء:۔

تمام صریح الفاظ جن کا واضح طور سے مفہوم ذہن میں آجائے ان سے متفقہ طور سے ایلاء درست ہوگا۔ مثلاً جماع، مباشرت، مقاربت، جنسی فعل وغیرہ۔اگر ان الفاظ کے ساتھ ترک مباشرت کی قسم اٹھائی پھر دعویٰ کیا کہ اس کا مقصد ترکِ مباشرت نہ تھا تو قانوناً یہ دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا البتہ دیانتاً تسلیم کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح وہ الفاظ جن سے کنایتاً کوئی دوسرا مفہوم سمجھ میں آنا درست ہو ان سے ایلاء بھی تب ہی متحقق ہوگا جب ایلاء کنندہ کی نیت ایلاء کی ہو مثلاً بخدا اس خاتون کے ساتھ تخلیہ نہ کروں گا یا ہاتھ نہ لگاؤں گا وغیرہ[18]۔

مدتِ ایلاء:۔

ائمہ ثلاثہ کے مطابق ایلاء کے تحقق کے لئے چار ماہ سے زائد عرصہ کی قسم اٹھانا ضروری ہے خواہ یہ زیادت ایک دن کی کیوں نہ ہو۔البتہ حنفی فقہاء اس بابت اختلاف کرتے ہیں۔ان کے مطابق چونکہ ایلاء کی مدت چار ماہ ہے۔اسلئے اس سے زائد عرصہ کو شاملِ مدت گردانا لازمی نہیں ہے[19]۔

ترک مباشرت پر ایلاء:۔

مالکی فقہاء کے مطابق اگر ایلاء کی قسم اٹھائے بغیر ہی کسی نے بیوی سے ترکِ مقاربت شروع کر دی تو ایلاء قائم ہو جاتا ہے کیونکہ ترک کے صحبت کرتے ہی حکم لاگو ہو جاتا ہے خواہ اس عمل میں نیت کا اضافہ ہو یا نہ ہو۔اس ضمن میں امام مالکؒ معنی پر اعتماد کرتے ہوئے یہ حکم لگاتے ہیں جبکہ ائمہ ثلاثہ ظاہر پر اعتماد کرتے ہوئے تحقیقِ ایلاء کے قائلین نہیں ہیں۔ان کے مطابق جب تک شوہر قسم نہ اٹھائے ایلاء کا حکم عائد نہ

ہو گا[20]۔

نوعیتِ طلاق:۔

ایلاء کی مدت مکمل ہونے کے بعد بیوی پر کون سی طلاق عائد ہو گی اس بابت ائمہ ثلاثۃ اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ طلاق رجعی ہو گی جبکہ امام ابو حنیفہؒ اسے طلاقِ بائن گردانتے ہیں اور اس کی وجہ یہ مصلحت ہے کہ شوہر بیوی کو رجوع پر مجبور کر کے اس کا استحصال نہ کرے[21]۔

قاضی کا حقِ طلاق:۔

شافعی فقہاء کہتے ہیں کہ مدتِ ایلاء گزرنے کے بعد اگر شوہر نے مباشرت کر لی تو قاضی کا حقِ طلاق زائل ہو جائے گا کیونکہ قاضی کی طلاق تب ہی عائد ہو سکتی ہے جب شوہر طلاق نہ دینے پر مصر ہو۔اب وہ سبب رفع ہوا تو قاضی کے لئے حقِ طلاق لغو ٹھہرے گا البتہ اگر شوہر نے طلاق دینے میں تاخیر کی اور قاضی اور شوہر نے بیک وقت طلاق دے دی تو دونوں واقع ہوں گیں۔اسی طرح اگر قاضی نے پہلے طلاق واقع کی اور شوہر نے بعد میں تب بھی دونوں طلاقیں واقع ہو جائیں گیں کیونکہ دونوں حقِ طلاق کے حاملین تھے۔البتہ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ قاضی شوہر کے جانب سے طلاق دیتے وقت شوہر کی حاضری کو یقینی بنائے تاکہ وہ عدمِ مباشرت کا اقرار کرے۔اس ضمن میں محض دو افراد کا رجوع یا عدمِ رجوع پر گواہی کافی نہ ہو گی۔پس قاضی کا وقوعِ طلاق بھی لغو ہو گا۔البتہ اگر شوہر حاضری دینے سے معذور ہو تو قاضی کی طلاق واقع ہو جائے گی۔قاضی کی حیثیت اس صورت میں شوہر کے نائب کی ہو گی اور وہ صرف ایک طلاق عائد کر سکے گا[22]۔

حنفی فقہاء کے مطابق ایلاء کی تکمیل ہو جائے اور بیوی سے دور رہا تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن عائد جائے گی۔اس ضمن میں قاضی کی جانب رجوع کی حاجت نہ رہے گی اور نہ ہی دوبارہ سے طلاق دینا ضروری ہو گا۔گویا کسی بھی امر میں بعد از مدتِ ایلاء قاضی کا وقوعِ طلاق امرِ لغو ہو گا۔شوہر کے حق میں صرف تجدیدِ عقد ہی کافی ہو گا[23]۔

مالکی فقہاء کے مطابق مدتِ ایلاء گزرنے کے بعد اگر شوہر بیوی سے دور رہا تو قاضی اسے رجوع کا حکم دے گا اگر وہ پھر بھی اپنی ضد پر قائم رہا تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کا حکم دے گا۔اگر شوہر انکار کرے تو حاکم خود طلاق واقع کر سکتا ہے اور اگر حاکمِ وقت نہ ہو تو مسلمانوں کی ایک جماعت طلاق عائد کر دے گی۔اس ضمن میں یہ بھی ہے کہ یا تو حاکمِ طلاق واقع کر دے یا حاکم خاتون کو حکم دے کہ وہ خود پر طلاق عائد کر دے ۔اگر خاتون نے ایسا کیا تو قاضی طلاق کی توثیق کر دے گا[24]۔

حنبلی فقہاء کے مطابق اگر شوہر نے بعد از تکمیل مدتِ ایلاء خود کو بیوی سے دور رکھا اور طلاق نہ دی تو بیوی اپنا معاملہ قاضی کے پاس لے جائے گی۔جو اسے مباشرت کے ذریعے رجوع کا حکم دے گا۔اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی شوہر کو حکم دے گا کہ وہ طلاق دے۔اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اس کی جانب سے ایک یا دو یا تین طلاقیں عائد کر دے۔البتہ قاضی کے لئے بیک وقت تین طلاقیں واقع کرنا حرام ہے۔اس ضمن میں اگر قاضی یوں کہہ دے کہ میں اس کا نکاح فسخ کرتا ہوں تو نکاح فسخ ہو جائے گا یا قاضی ان کے مابین تفریق کے

الفاظ کہہ دے تو بھی نکاح فسخ ہو گا۔ اگر بیوی نے قاضی سے یوں کہہ دیا کہ وہ شوہر کو طلاق دینے کا حکم صادر کرے تو قاضی کو اس وقت تک حقِ طلاق حاصل نہ ہو گا جب تک بیوی خود قاضی سے مطالبہ نہ کردے کہ وہ شوہر کی جانب سے اسے طلاق دے دے۔ اگر قاضی ایک طلاقِ رجعی واقع کردے تو مباشرت یافتہ بیوی کے مقابل شوہر کو تا اختتامِ عدت رجوع کا حق حاصل رہے گا[25]۔

خلاصہ بحث:۔

فقہاءِ مذکورہ کی آراء سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت میں قانونِ ایلاء مخصوص شرائط کے ساتھ عقدِ زوجیت کے خاتمے کا سبب ہے۔ چنانچہ عہدِ جاہلیت کی قبیح رسم کا خاتمہ کرتے ہوئے اسلامی شریعت نے مرد کو پابند بنایا کہ وہ اپنے قول و فعل کے بارے میں محتاط رہے اور ایسا کوئی امر واقع نہ کرے جس سے دوسرے کی دل آزاری ہو یا حق تلفی ہو۔ علاوہ ازیں خواتین کو عائلی حقوق فراہم کرتے ہوئے حق دیا گیا کہ وہ ایلاء کی صورت میں مجاز عدالت سے رجوع کرسکے تاکہ اسے انصاف ملے۔ ائمہ اربعہ کی آراء کے مطابق قانونِ ایلاء جن مخصوص شقوں پر مبنی ہے ان کا احاطہ کرتے ہوئے ہر فقہی مکتبۂ فکر کی رائے کو مدلل طور سے بیان کیا گیا ہے۔ یوں قانونِ ایلاء کوئی مبہم شے نہ رہی بلکہ ہر ہر مکتبۂ فکر کے مطابق تعریف سے لیکر شرائط اور باہمی اختلافی آراء کو زیرِ بحث لایا گیا تاکہ زوجین اپنے لئے مستقبل کی راہیں متعین کرسکیں۔ علاوہ ازیں مردوں کو بھی نکیل ڈالی گئی کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں اور حلف کے تقدس کو پائمال نہ کریں وگرنہ عقدِ زوجیت کے خاتمے کی صورت میں سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ الغرض قانونِ ایلاء اسلامی شریعت کی رو سے واضح اور مستند اصولوں پر مبنی ہے جس کی بنیادیں قرآن و سنت جیسے ٹھوس ماٰخذ پر مبنی ہیں۔ اس ضمن میں ائمہ اربعہ کی آراء کی روشنی میں واضح ڈگر موجود ہے جس پر چل کر زوجین انصاف کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

References

1. Al-Jazeeri, Abdur Rahman, Kitabul Fiqh Alal Mazahib el Arbaa, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.4, p.407.
2. Ibn-e-Abideen, Muhammad Amin Bin Umar, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, Dar-ul-Fikr, Beirut, v.3, p.422.
3. Al-Bahooti, Mansoor Bin Younas, Kishaful Qinaa An-Matnil Al Iqnaa, Darul KutabAl-Ilmiyah, Beirut, v.5, p.353.
4. Al-Dardeer, Abul Barakat Ahmad Bin Muhammad, Al-Sharh-ul-Sagheer Ala Aqrab-el-Masalik Ela Mazhab - Al-Imam Malik, Dar ul Maarifat, Beirut, v.2, p.619,620.
5. Al-Suneki, Abu Yahya Zain ul Din Zakriya Bin Muhammad Bin Ahmad Ala-Ansari, Asnal Matalib, Matbatul Maimanah, Egypt, v.3, p.347.
6. Al-Quran, Chapter.2, Verse.226.
7. Al-Haskafi, Muhammad Bin Ali, Al-Durrul Mukhtar Sharh Tanveerul Absaar Wa Jamiul Bihar, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, p.232,
8. Al-Jazeeri, Kitabul Fiqh Alal Mazahib el Arbaa, v.4, p.413.

9. Al-Quran, Chapter.2, Verse.226.
10. Al-Quran, Chapter.2, Verse.227.
11. Ibn-e-Rushd, Abul-Waleed Muhammad Bin Ahmad Al-Qurtabi, Bidayatul Mujtahid wa Nihayatul Muqtasid, Dar-ul-Maarifat, Beirut, v.3, p.118,119.
12. Al-Haskafi, Al-Durrul Mukhtar Sharh Tanveerul Absaar Wa Jamiul Bihar, p.232,
13. Ibn-e-Abideen, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, v.3, p.423.
14. Al-Marghenani, Ali Bin Abi Bakar Bin Abdul Jaleel, Al-Hidaya Fi Sharh Bidayatul Mubtadi, Dar Ahya-ul-Turas Al-Arabi, Beirut, v.2, p.259,260.
15. Al-Dardeer, Abul Barakat Ahmad Bin Muhammad, Al-Sharh-ul-Kabeer, Dar e Ahyaul Kutabul Al-Ilmiyah, Qahra, v.2, p.426.
16. Al-Sherazi, Abu Ishaq Ibrahim Bin Ali Bin Yousaf, Al-Muhazzab Fi Feqh Al-Imam Al-Shafiee, Darul Maarifat, Beirut, v.3, p.52.
17. Al-Bahooti, Kishaful Qinaa An-Matnil Al Iqnaa, v.5, p.253.
18. Ibn-e-Abideen, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, v.3, p.424.
19. Ibn-e-Rushd, Bidayatul Mujtahid wa Nihayatul Muqtasid, v.3, p.119,120.
20. Ibn-e-Rushd, Bidayatul Mujtahid wa Nihayatul Muqtasid, v.3, p.119.
21. Ibn-e-Rushd, Bidayatul Mujtahid wa Nihayatul Muqtasid, v.3, p.120.
22. Al-Suneki, AsnalMatalib, v.3, p.349.
23. Ibn-e-Abideen, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, v.3, p.427.
24. Al-Khirshi, Abi Abdullah Muhammad, Sharh Mukhtasar Khalil Lilkhirshi, Al-Matbatul Kubra Al-Amiriah, Egypt, v.4, p.98.

    Al-Sawi, Sheikh Ahmad Bin Muhammad Al-Maliki, Hashiyat-ul-Sawi Ala-Sharh-el-Sagheer, Darul Maarif, Qahira, v.2, p.630,
25. Al-Bahooti, Kishaful Qinaa An-Matnil Al Iqnaa, v.5, p.362.